خطاب: شیخ الحدیث حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ
ضبط وترتیب: مولانا عبدالمنعم حقانی
معاون مفتی جامعہ دارالعلوم حقانیہ

اسلام کا نظام وراثت

دورہ میراث کی تقسیم اسناد کی تقریب

دارالعلوم کے مفتی حضرت مولانا سیف اللہ حقانی علم میراث کی اہم کتابوں کا الگ کورس کرواتے ہیں اس کورس سے فارغ شدہ ساڑھے چار سو طلباء کو دارالحدیث قدیم میں حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے علم میراث کی تحصیل کے اسناد تقسیم کیں۔ تقریب میں حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے اسلام کے نظام وراثت پر فی البدیہ جامع خطاب سے حاضرین کو نوازا' جسے ٹیپ ریکارڈر کی مدد سے مولانا عبدالمنعم نے قلمبند کیا۔ افادہ عام کی خاطر نذر قارئین ہے۔..................ادارہ

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم O بسم اللہ الرحمان الرحیم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ تعلموا الفرائض و القرآن وعلموھا فانی مقبوض (الحدیث)

پیارے اور عزیز طلبہ کرام آپ نے بحمد للہ حضرت علامہ مفتی سیف اللہ حقانی صاحب دامت برکاتہم سے علم الفرائض حاصل کیا یہ بڑی خوشی کا موقع ہے اس پر میں آپ سب کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس علم سمیت دیگر تمام علوم سے مالا مال فرماوے۔

علم میراث کی اہمیت: علم الفرائض (میراث) کی بڑی اہمیت ہے دین کے تمام اہم امور اور ماموراتیہ سب فرائض ہیں۔ مثلاً' نماز' روزہ' حج زکوۃ' جہاد وغیرہ سب فرائض ہیں۔ لیکن اس علم کی اتنی اہمیت ہے کہ شرع کی اصطلاح میں جب فرائض کا مطلقاً ذکر ہو جاتا ہے تو اس سے مراد علم المیراث ہوتا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ علم بہت مہتم بالشان ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تعلموا الفرائض والقران وعلموھافانی مقبوض (الحدیث) یعنی میراث کا علم حاصل کرو اور قرآن سیکھو اور پھر اسے لوگوں میں بھی پھیلاؤ "فانی مقبوض" کیونکہ میں تم سے رخصت ہونے والا ہوں۔ میں دنیا سے جانے والا ہوں۔

میراث کا علم توقیفی ہے اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ میراث کے مسائل توقیفی ہیں اس میں عقل واجتہاد کو دخل نہیں ہے ہم اس فلسفہ کو نہیں سمجھ سکتے کہ کسی کو نصف حصہ اور کسی کو چھٹا اور کسی کو آٹھواں کیوں مقرر

ہے؟ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے: لاتدرون ایهم اقرب لکم نفعا (الایة) یعنی تمہیں معلوم نہیں کہ ان میں سے کون تمہیں نفع کے لحاظ سے زیادہ قریب ہے اس لئے تقسیم میراث کو آپ کی مرضی پر نہیں چھوڑا۔ بلکہ شارع نے خود جزئیات تک بیان کر کے معاملہ صاف کردیا اب چونکہ پوری کفری دنیا اسلام کے پیچھے لگی ہوئی ہے اور نکتہ چینی بھی کر رہی ہے کہ عورت کا حصہ کیوں نصف مقرر ہوا ہے مرد کے مقابلے میں؟ یہ تو عورت کی تنقیص کی گئی ہے۔ دنیا کے عقلاء' فلاسفر ان کے دانشور اور ہمارے مغرب زدہ بھی کہہ رہے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ ان کے خیالات کے مطابق فیصلہ نہیں فرماتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ فیصلہ میں خود کروں گا یوصیکم الله فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین (الایة)

تقسیم حصص کی حکمتیں: اور بے شک اللہ تعالیٰ نے حق اور انصاف کا فیصلہ فرمایا ہے اس سے تمام فیصلوں کی طرح عورت کے حق میں بھی اللہ تعالیٰ نے عدل قائم فرمایا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خالق ہے اور وہی مالک ہے اسکو اختیار ہے تمام مقادیر شرعیہ۔ مثلاً تعداد رکعات نماز اس طرح زکوة میں عشر نصف عشر اور ربع عشر وغیرہ ان تمام چیزوں کو شارع نے متعین فرمایا ہے ان کو کوئی عقل سے معلوم نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ ہی سب سے بہتر جانتا ہے کہ کسی کو کتنا حصہ دیا جائے کسی پر کتنا بوجھ رکھا جائے اور کسی کی کتنی ذمہ داری ہے۔ ان چیزوں کے متعلق اسمبلیوں میں بڑے بڑے ہنگامے ہوتے رہے اور اب بھی جب میراث یا قصاص و دیت وغیرہ کا مسئلہ سامنے آتا ہے تو یہ لوگ تم لوگوں کے ساتھ بحث مباحثہ کریں گے اور تم پر اعتراضات کریں گے اور ان احکامات کی حکمتیں تم سے طلب کرینگے کہ اسلام نے یہ فیصلے کیوں کئے ہیں۔ عورت کو کیوں محروم رکھا گیا اور اس کو مرد کے مقابلے میں کیوں نصف حصہ مقرر کیا گیا۔

اسلام کی نگاہ میں عورتوں کی قدر و قیمت: ہم کہتے ہیں کہ اسلام نے جو مقام عورتوں کو دیا ہے کسی اور دین نے نہیں دیا اسلام میں نے تو عورت کو تحت الثریٰ سے عرش تک پہنچایا اور سر پر بٹھایا۔ ورنہ دیگر مذاہب واقوام تو دور جاہلیت میں عورت کو جانور سمجھتے تھے۔ اور بعض مذاہب کے عقائد میں یہ بھی شامل تھا کہ عورت انسانوں میں شمار نہیں ہے بلکہ یہ کوئی دوسری مخلوق ہے۔ عورت کو اس کے گھر والے جس کے حوالے کر دیتے اسی کے ساتھ جانا پڑتا۔ بعض لوگ عورت کے ساتھ ایسا حقارت آمیز معاملہ کرتے تھے کہ اس کا شوہر فوت جاتا تو بیوی کو بھی اس کے ساتھ زندہ جلا دیتے تھے۔ اسی طرح جاہلیت کے دور میں لڑکیوں کو زندہ درگور کیا کرتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ یہ ہمارے لئے کوئی کمائی نہیں کرتی ہم اس کا کیا کریں گے اس کو ایک فالتو اور بے کار چیز سمجھتے تھے۔ اس لئے اس کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ جسے قرآن میں موودة کہا گیا ہے۔ عورت کو میراث میں بھی حصہ نہیں دیا جاتا تھا۔ اس وجہ سے کہ میراث کا حقدار ان لوگوں کو سمجھا جاتا جو لڑائی کرسکتا ہو اور دفاع کرسکتا ہو۔ لہذا عورت کو میراث نہ ملتی تھی۔ حاصل یہ کہ عورت کی حیثیت گھر کی ایک بھیڑ' بکری سے زائد نہ تھی بلکہ عورتوں کے ساتھ بعض دفعہ وہ سلوک روا رکھا جاتا تھا جو جانوروں کے ساتھ بھی جائز

نہیں ہے۔

اسلام نے انسانیت کی قدر سکھائی اور عورت کو مقام دیا اور ایسے ایک عظیم مرتبہ سے نوازا۔ اور مرد کو عورت کی تمام ضروریات کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ حتیٰ کہ عورت کے لئے نوکر رکھنا بھی مرد کے ذمہ ہے۔ اور امام محمدؒ اور امام ابو یوسفؒ میں اختلاف ہے کچھ تو فرماتے ہیں کہ عورت کے لئے دو ملازم رکھنا ضروری ہے ایک گھر کے کام کاج کے لئے اور دوسرا بیرونی ضروریات کے لئے۔ حالانکہ عورتیں نصف امت ہیں اسلام نے ان کا پورا خیال رکھا۔ ان کا سارا بوجھ مرد پر ڈال دیا کہ مرد سارا دن کھیتوں، کارخانوں وغیرہ میں محنت مزدوری کرے، باہر ملک میں جا کر سفر کی مشقتیں برداشت کر کے کمائی کرے اور عورت کی ضروریات کو پورا کرے اور عورت عزت وعفت کے ساتھ گھر کی ملکہ بن کر آرام کی زندگی گزارے۔ جس شخص کی بیٹیاں ہوں تو شادی سے پہلے ان لڑکیوں کی تمام ضروریات واخراجات باپ پوری کرے گا۔ اور بچیوں کی خوب کفالت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ بہت ثواب عطا فرماتا ہے۔ اور انگریز نے یہ قانون پاس کیا کہ عورت کو میراث میں حصہ ملے گا۔ انسان کو اس بات کا صحیح پتہ اس وقت چلتا ہے کہ دین اسلام کا دوسرے ادیان کے ساتھ موازنہ کرے تو تب معلوم ہو جائے گا کہ اسلام کتنا بڑا دین رحمت ہے اور اصل بات یہ ہے کہ دین اسلام اللہ تعالیٰ کا سکھایا ہوا دین ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جو اس تمام کائنات کا خالق، مالک ومدبر ہے تو اللہ تعالیٰ ہی اس کائنات کے مصالح کو خوب جانتا ہے لہذا تمام احکامات الٰہی عدل وحکمت ومصلحت پر مبنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے قانون کے علاوہ کوئی بھی قانون دنیا کو انصاف نہیں دے سکتا۔

میراث کی نزاکتیں:

میراث کا معاملہ بہت نازک ہے اس میں بے ضابطگی ہو جائے تو رشتہ دار اور قرابت والے آپس میں لڑ پڑتے ہیں اور خانگی جھگڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے فتنہ عظیم برپا ہو جاتا ہے۔ معاشرہ خراب اور زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے خود فرائض مقرر فرما کر اپنے بندوں پر احسان عظیم فرمایا کیونکہ ایسے باریک معاملات میں عدل قائم کرنا انسان کے بس کی بات نہیں اور اس وجہ سے نبی کریم ﷺ نے علم المیراث کے سیکھنے اور سکھانے کی خاص طور پر ترغیب دی اور اس کی اہمیت کو واضح فرمایا کیونکہ امت کو اس کی زیادہ ضرورت پیش آتی ہے۔ کچھ عرصہ قبل تک تو عالم دین کے لئے علم میراث سیکھنا فرض عین سمجھا جاتا تھا۔ کیونکہ اس دور میں قبر ہی پر میت کے ترکہ کی تقسیم کا مسئلہ بتانا ضروری سمجھا جاتا تھا۔ عالم دین جب عوام کے پاس جاتا ہے تو عوام اس سے یہ نہیں پوچھتے ہیں کہ منطق کے جہل بسیط اور جہل مرکب کیا ہوتے ہیں بلکہ عالم سے یہ کہا جاتا ہے کہ مولوی صاحب قبر پر وعظ کریں گے اور میت کے ترکہ کے حصص متعین کریں۔ اس سے عالم کا امتحان بھی ہو جاتا تھا۔ اور اس سے یہ فائدہ ہو جاتا تھا کہ میراث کے متعلق رشتہ داروں کے تمام جھگڑے وہیں پر ختم ہو جاتے۔ ہمارے پاس جب کوئی میراث کا مسئلہ پوچھنے آتا

ہے تو میں جلدی دارالافتاء بھیج دیتا ہوں کہ مفتی حضرات سے پوچھیں کیونکہ یہ ایک باریک معاملہ ہے اس کیلئے بہت محنت کرنی پڑتی ہے بڑے بڑے علماء کرام اس سے ڈرتے ہیں۔ الحمدللہ دارالعلوم حقانیہ میں بھی یہ ایک کمی تھی کہ مثلاً علم المیراث پر توجہ نہیں تھی جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مفتی سیف اللہ حقانی صاحب کے ذریعے پوری فرما دی۔ آپ صرف سراجی پڑھنے پر اکتفانہ کریں بلکہ اس میں خوب تجربہ حاصل کریں جدید ترین کتابیں اس علم پر آرہی ہیں اس وجہ سے علم حساب پر بھی علماء کو توجہ دلانی ہے۔

منطق اور معقولات کی اہمیت: ہماری کوشش ہے کہ دارالعلوم حقانیہ میں تمام علوم زندہ رہیں اب علم معقولات بھی ہر جگہ ختم ہورہا ہے ۔شرح اشارات چغمنی، شمس بازغہ اور امور عامہ وغیرہ کے متعلق حضرت شیخ الحدیث بانی دارالعلوم حقانیہ مولانا عبدالحق صاحب نوراللہ مرقدہ کی کوشش ہوتی کہ یہ چیزیں ختم نہ ہوجائیں کیونکہ ہزار بارہ سو سال اس پر محنت کی گئی ہے علماء کے بہت سے علمی ذخیرے منطق اور فلسفہ کا بغیر سمجھے نہیں جاسکتے۔ امام رازی کی کتابیں اس طرح امام غزالی اور دیگر اکابر کی کتابیں مثلاً مولانا قاسم نانوتویؒ وغیرہ کی کتابیں انتہائی عمیق منطق اور فلسفہ پر مبنی ہیں اس علم کے سیکھے بغیر ان کی تالیفات سے استفادہ مشکل ہے۔

جدید علوم کی اہمیت: الحمدللہ دارالعلوم حقانیہ میں تمام علوم کے حاصل کرنے کا بہترین نظام موجود ہے۔ حکومتیں اس کوشش میں لگی ہوئی ہیں کہ یہ علوم نظر انداز کئے جائیں اور ان کروح مجروح ہوجائے۔ اور یہ مدارس بھی خالص جدید علوم کے ادارے بن جائیں۔ ہم جدید علوم کے مخالف نہیں ہیں ہم بھی یہ چاہتے ہیں کہ دارالعلوم کا فاضل سائنس سے باخبر ہو' حساب کتاب بھی جانتا ہو' جغرافیہ سے بھی واقف ہو اور دنیاوی عالمی زبانیں بھی جانتا ہو۔ اور اس سے باخبر ہو اس کی اہمیت کا ہمیں احساس ہے لیکن حکومتیں تو یہ چاہتی ہیں کہ دینی علوم بالکل ختم ہوجائیں اور دین کی حیثیت ثانوی ہوجائے اور یہاں بھی کالجوں اور یونیورسٹیوں جیسا ماحول بن جائے۔ مگر انشاء اللہ ایسا نہیں ہوگا۔

مگر ہم یہ بھی پسند نہیں کرتے کہ ایک عالم دین دنیوی علوم حاصل کرکے سائنس اور ٹیکنالوجی والوں کی طرح نوکری کے پیچھے بھاگتا پھرے۔ انٹرنیٹ اور کمپیوٹر بھی ایک حد تک ضروری ہے۔ کیونکہ آگے سب کچھ اسی پر ہونے والا ہے۔ لیکن ہم یہ نہیں چاہتے کہ ایک انسان یہ چیزیں سیکھے اور پھر ان کا خادم بن جائے۔ نوکری کے پیچھے پھرتا رہے۔ اور یہی چیزیں پھیلاتا رہے اور دین اور خدمت دین کو بھلا بیٹھے لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ طلباء کو کمپیوٹر' خطاطی وغیرہ سکھائیں اور جدید علوم انہیں آراستہ کریں ہم کہتے ہیں کہ ہم طلبہ کو یہ چیزیں سکھاتے ہیں لیکن ہمیں یہ ہرگز گوارا نہیں' طلباء وعلماء دین کی خدمت چھوڑ کر اور نوکری دنیاداری کے پیچھے لگے رہیں۔ جیسا کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلبہ کا حال ہے۔ اگر ایسا ہوا تو دینی مدارس کا اصل مقصد ہی ختم ہوجائے گا۔ اور حکومت اسی کوشش میں لگی ہوئی ہے کہ اگر مدارس کے ڈھانچے باقی رہ جاتے ہیں تو ان کی روح کو ان سے ضرور نکالا جائے۔

مدارس آرڈیننس: حال ہی میں اس کم بخت حکومت نے ایک آرڈیننس جاری کیا ہے جو کہ مدارس کی رجسٹریشن اور لازمی نصاب اور مدارس کو ایک بورڈ کے تحت پابند بنانے کے بارے میں ہے۔آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس آرڈیننس کو ناکام بنادے اور ہم سب اس آرڈیننس کی مزاحمت کریں گے۔اب بھی تھوڑی دیر پہلے پریس والوں نے مجھ سے اس آرڈیننس کے بارے میں پوچھا میں نے کہا ہم اس آرڈیننس پر لعنت بھیجتے ہیں یہ اتنا آسان مسئلہ نہیں کہ ہم یہ سارا نظام حکومت کے رحم وکرم پر چھوڑ دیں۔اگر مشرف اپنے امریکی آقاؤں کو خوش کرنا چاہتا ہے تو وہ ان کو خوش کرتا رہے لیکن ہم مشرف کے امریکی آقاؤں کے لئے اپنا دین اور یہ نظام نہیں تباہ کر سکتے۔

دشمنوں کی مدارس پر بری نظریں:

امریکہ اور تمام یورپی ممالک کو معلوم ہے کہ اسلام صرف اور صرف دینی مدراس کی بدولت بچا ہوا ہے اور ہماری مقاومت اور مزاحمت انہی کی طرف سے جاری ہے۔کالجوں اور یونیورسٹیوں کے وہ طلبہ جو کہ اسلامی تعلیمات سے بے بہرہ ہوتے ہیں وہ اسی طرح جان کی بازی لگا کر ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

گویا انہوں نے اپنا اصلی دشمن جان کر اپنی طاقت اور ناپاک پالیسیوں کی بدولت اب ان کا صفایا کرنا چاہتے ہیں۔اور حکمران طبقہ نے پوری خلوص اور وفاداری کے ساتھ امریکہ کے ان ناپاک پالیسیوں کی حمایت اختیار کررکی ہے اور مساجد و مدارس شعائر اللہ کی بے حرمتی کر رہا ہے نیز حکومت علماء اور طلباء پر قسم قسم کے الزامات لگا کر انہیں بدنام کر رہی ہے۔معمولی شک وشبہ کی بنا پر راسخ العقیدہ مسلمانوں کی پکڑ دھکڑ جاری ہے۔

الغرض امریکہ کے سامنے اپنے آپ کو وفادار بنانے کی خاطر ملک وملت کی تمام دینی ودنیوی مفادات کو داؤ پر لگایا ہے۔حکمرانوں کا یہ طرز عمل اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے کے مترادف ہے۔

امریکہ ہمارے ایٹم بم سے نہیں ہمارے جذبہ ایمان سے خوفزدہ ہے:

امریکہ اگر مشرف سے پاکستان کا ایٹم بم چھین بھی لے تو مسلمانوں کا جذبہ ایمان تو نہیں خرید سکتا۔آپ دیکھتے ہیں کہ فلسطینی مسلمان صرف غلیل کے ساتھ مقابلہ کررہے ہیں اور دین کے جذبے سے سرشار نوجوان اپنے بدن سے بم باندھتے ہیں اور اللہ اکبر کہتے ہوئے چھلانگ لگا کر اپنے آپ کو بھی شہید کر دیتے ہیں اور دشمن کے جسموں اور ٹینکوں کے بھی ہوا میں پرخچے اڑادیتے ہیں۔اور چھوٹی چھوٹی بچیاں نکل آتی ہیں اور اپنے سینوں سے بم باندھ کر نعرہ تکبیر کے ساتھ اپنی جان بھی اللہ کی راہ میں قربان کر دیتی ہیں اور کافروں کے مجمعوں کو بھی تہس نہس کر دیتی ہیں۔روس اور امریکہ سب حیرانی میں پڑے ہوئے ہیں کہ یہ کیسا مذہب ہے کہ ان لوگوں کو ایسا فدائی بنادیتا ہے۔

یادرہے! کہ اپنے خالق و مالک کی رضا کا حصول اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے شہید کے ساتھ کئے گئے سچے وعدے ان کے سامنے ہوتے ہیں۔اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے مقابلے میں ان کو اپنی جان کی بازی لگانا

آسان ہو گیا ہے۔ ایٹم بم تو بہت سے ممالک کے پاس موجود ہے لیکن امریکہ کو ان سے کوئی ڈر نہیں جس چیز کی وجہ سے امریکہ و یورپ پر لرزہ طاری ہوا ہے وہ مسلمانوں کا جذبہ ایمان ہے کہ ان کو پاکستان کا ایٹم بم ختم کرنا اتنا اہم نہیں رہا جتنا کہ مسلمان کا جذبہ ایمان ختم کرنا ان کے نزدیک اصل کام ہے۔

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا روح محمدؐ اس کے بدن سے نکال دو

اس مقصد کے حصول کے لئے وہ قسم قسم کی سازشیں کر رہے ہیں' فحاشیاں پھیلاتے ہیں' این جی اوز کے ذریعے مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔ اور مدارس کے خلاف سازشیں بھی اس سلسلے کی ایک کڑی ہے کہ مدارس کو اپنے قبضے میں لے لیا جائے ان میں مخلوط نظام تعلیم چلایا جائے۔

ڈگری یافتہ مولویوں کا مطمح نظر دنیا بن جاتی ہے:

اور علماء کو نوکری کا لالچ دے کر ان کے دین کو مجروح کیا جاوے۔ والد ماجد حضرت مولانا عبدالحق صاحب نوراللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے کہ سکول ماسٹر ہرگز نہ بن جائیں۔ اور مولوی فاضل نہ کریں کہ یہ مولوی پاگل ہے کیونکہ جو مولوی حضرات یہ ڈگری حاصل کرتے ہیں وہ پھر نوکری کے پیچھے پاگلوں کی طرح گھومتے پھرتے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمود صاحبؒ علما کے ساتھ بڑے مشفق تھے۔ انہوں نے حکومت پر زور لا کر ہماری مدارس پر ڈگری منظور کروائی۔ تا کہ علماء سکولوں میں نوکری کر کے دو ڈھائی ہزار روپے ماہانہ کمائی کر سکیں۔ اور یہ کہ علماء کی مختلف شعبوں میں موجودگی ضروری ہے تا کہ ہر شعبہ (سکول وغیرہ) میں اسلامی نظریات اور دین کی نشر و اشاعت ہو سکے لیکن نتیجہ عموماً یہ دیکھا جا رہا ہے کہ بعض مولوی حضرات نے اس کا غلط فائدہ اٹھایا کہ چند ٹکوں کی خاطر سرکاری ڈگری مولوی فاضل کر کے دین کو چھوڑ کر نوکری کو اپنا مقصد اصلی بنالیا۔ یہی وجہ ہے کہ جب کبھی بھی حکومت کے ظلم کے خلاف آواز اٹھانے کا موقع آیا یا جہاد کا موقع آیا تو کالجوں اور یونیورسٹیوں سے نکلے گئے ملازمین کی طرح یہ علماء بھی یہ کہا کرتے تھا کہ ہماری نوکری کا مسئلہ ہے' ہم مجبور ہیں' اس وجہ سے ہم حکومت کے خلاف آواز نہیں اٹھا سکتے نہ کسی تحریک میں شامل ہو سکتے ہیں اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے خود واضح احکامات کو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔ اور پھر اس معاشرہ میں سما جانے کے لئے اپنے دین کو برباد کرتے ہیں لہٰذا نوکریوں کی ہوس نہ کریں بلکہ دین کو حاصل کر کے خالص دینی خدمات انجام دیتے رہیں۔ یا پھر جس معاشرہ میں بھی جانا مقدر ہو اس معاشرہ میں دینی اور اسلامی انقلاب لانے کے لئے جدوجہد کریں نہ کہ خود منقلب ہو کر معاشرہ کا رنگ پکڑلیں۔ بات طول پکڑ گئی اتنی تقریر کا ارادہ نہیں تھا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حکومت کی ان ناپاک سازشوں سے حفاظت میں رکھے۔ اور دنیا پرستی سے ہمیں بچائے۔ اور اللہ آپ سب کے علم و عمل میں برکت ڈالے۔ بس اب تقسیم اسناد شروع ہو گی و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔